

طوطا کہانی بانصو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

احسان اُس خدا کا کہ جس نے دریائے سخن کو اپنے ابرکرم سے گوہر معنی بخشا اور زبان کو واسطہ بنی
 حد کے گویا کیا اور پیغمبر آخر الزمان کو ہم گنہگاروں کی شفاعت کیو واسطے رحمتہ اللعالمین پیدا کیا کہ
 جسکے سبب سے ارض و سما نے قیام پایا۔ حسن وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے قلم جو لکھے اس آفرودہ ہے
 پیغمبر کو بھیجا ہمارے لئے۔ وحی اور امام اُس نے پیدا کئے سبھوں کا وہی دین و ایمان ہے۔ یہ ہیں
 دل تمام اور مہی جان ہے سحر و تازہ ہے اُس سے بگزار خلق۔ وہ ابرکرم ہے ہوادار خلق۔ اگرچہ
 وہ بے فکر و غم ہے۔ دے پردہ شسب کی منظور ہے کسی سے بر آئے نہ کچھ کام جان۔ جو وہ مہربان
 ہو تو کل مہربان۔ اگرچہ یہاں کیا ہے اور کیا نہیں۔ پر اُس بن تو کوئی کسی کا نہیں۔ یہ سید
 حمید ریشم شمس جہد ری شاہجہان آبادی تعلیم یافتہ مجلس خاص ذواب علی ابراہیم خان بہادر و حرم
 شاگرد غلام حسین خان غازی پوری دست گرفتہ صاحب عالیجناب سخندان آبرو بخش سخندان معتمد
 مروت چشمہ فتوت دریائے ہجو و کرم منبع علم و حلم صاحب والا شان جان نگار صاحب بہادر و ظلم
 اقبال کا ہے۔ اگرچہ تھوڑا بہت ربط موافق اپنے حوصلے کے عبارت فارسی میں بھی رکھتا ہے لیکن
 بموجب فرمایش صاحب موصوف کے ۱۲۱۵ھ ہجری مطابق ۱۸۰۱ھ عیسوی کے حکومت میں سرگروہ
 امیران جہان حامی غریبان و بیگسان زبدہ نوینان عظیم الشان مشیر خاص شاہ کیوان بارگاہ
 انگلستان مارکولیس و زلی گورنر جنرل بہادر دام اقبال کی محمد قادری کے طوطی نامے کا جس کا اخذ
 طوطی نامہ ضیاء الدین بخشی ہے۔ زبان ہندی میں موافق محاورہ اردوئے معلّے کے نشر میں موافق
 عبارت سلیس و خوب الفاظ رنگین و مرغوب سے ترجمہ کیا۔ اور نام اس کا طوطا کہانی رکھا۔ صاحب
 نو آموزوں کی فہم میں جلد آوے۔ اور پیچمان ہر ایک اہل سخن سے امید رکھتا ہے۔

کہ جو کوئی چشم غور سے اس ترجمہ کو ملاحظہ کرے اور غلطی معنی یا نامرطبی الفاظ اس کی نظر پڑے۔
تو وہ شمشیرِ ظلم سے مانند سر دشمن کے اس کو صفحہ ہستی سے اٹا دے ابیات جو بہرِ صلح اس
پر رکھے قلم۔ آگہی نہ دینا کہی اُس کو غمِ الہی بحق امامِ انام۔ یہ جلدی ہو مجھ سے کہانی تمام۔
آدم بر سرِ مطلب رُسنا چاہیے کہ کیا کیا خون جگر کھالیجے اور کیا کیا مغمون باندھا ہے

پہلی داستانِ میمون کے پیدا ہونے اور تجستہ کے ساتھ بیابان جانے کی

اگلے دو تہندوں میں سے احمد سلطان نام ایک شخص بڑا مالدار اور صاحبِ فوج تھا لاکھ گھوڑے اور
پندرہ سو زنجیرِ فیل اور نو سو قطارِ بارہ داری اور تھیل کی اُس کے در دولت پر حاضر رہتے تھے
پر اُس کا لڑکا بالا کوئی نہ تھا کہ گھر اپنے باپ کا روشن کرتا، حسنِ اسی بات کا اُس کے دل پر تھا
داغ نہ رکھتا وہ اپنے گھر کا چرخ۔ اسی اسطے صبح و شام خدمت میں خدا پرستوں کی جاتا اور اُن سے
دفعہ است دعا کی کرتا غرض تھوڑے دنوں میں خالقِ زمین و آسمان نے ایک بیٹا محبوبینِ خواہرورت
مہرِ صبر اُسے بخشا احمد سلطان اسی خوشی سے گل کی مانند کھلا اور نام اُس کا میمون رکھا کہی ہزار
فقیروں کو بخش کر سجدہ شکر بجالایا اور یہ بیت پڑھنے لگا حسنِ تجھے فصل کرتے نہیں لگتی بار نہ ہو
تجھ سے مایوس امیدوارہ دو گنا نہ غرض شکر کا لڑکا۔ تہیہ کیا شادی جشن کا۔ اور تین چھینے تک شہر
کے امیروں و ذبیروں دانایوں و فاضلوں اُستادوں کی ضیافتیں کیں کشتیاں بعضوں کے آگے کبیر
اور اکثروں کو خلعت بھاری بھاری دے جس وقت وہ لڑکا سات برس کا ہوا واسطے تربیت کے لیک
اُستاد و انا کمال کو سونپا حسنِ معلمِ انا لبق و فنی لویب ہر اک فن کے اُستاد بیٹے قریب کیا قاصدے
سے شروع کلام، پڑھانے لگے علم اُس کو تمام، اور کتنے دنوں میں الفت بے تے سے لیکر گلستانِ ہدا
انشائے ہر کزن و جامع القوائین و ابوالفضل و یوسفی و رقعات جامی تک پڑھا بلکہ علمِ عربی کو بھی تحصیل
کیا حسنِ دیا تھا زبں حق نے ذہن رسا کہی سال میں علم سب پڑھ چکا، معانی و منطق بیان و ادب
پڑھے اُس نے منقول و معقول سب، خیر و حرکت کے مغمون سے، غرض جو پڑھا اُس نے قانون سے
اور قاعدہ نشست و برخاست مجلس بادشاہی و دربارتہ عرض و محو و کا اُسے سیکھا سچ یہ ہے کہ بعض
فنون میں باپ پر بھی سبقت لینگیا جب باپ نے دیکھا کہ جوان ہوا تائب ایک عورت صاحبِ جلال گل اندامِ ختم
نام کیساتھ بیاہ کر دیا و دنوں آپس میں عیش و عشرت کرنے لگے اور کسی وقت جدا نہ توئے غرض یہاں تک
سعیقت و فریفتہ ہوئے کہ ماضی و محضاتی کے دیر سے گذر گئے اتفاقاً ایک محلِ شہر لڑکھوئے پر سوار ہو کر بازار

میں گیا اور دیکھا کہ ایک شخص اس بازار میں ایک بچہ طوطے کا ہاتھ میں لئے کھڑا ہے۔ اُس نے طوطا بچے والے
تصویر پیشا ہزار دیکھا گھوٹے پر سوار ہو بازار میں جانا اور طوطے کا خرید کر لانا



سے پوچھا کہ اے شخص اس طوطے کا کیا مول ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ خداوند اسکو ہزار روپے سے کم نہ بیچے گا میں نے
کہا خیر معلوم ہو جاو اس لامکشہ پر ہزار روپے دیکھ لے اُس کے برابر دوسرا بیوقوف ہو گا کیونکہ ایک الہ بلی کا
جب طوطے والا جواب نہ سکا نہ دے سکا تو طوطے نے ہانکا کہ اگر یہ دلت مند عہ مجھے خرید نہ کرے گا تو سوجھتا ہوا اور بد
نامی میری کا ہے کیونکہ محبت ہندو کوئی سبب یا دنی عقل اور عزت کا ہے اُس سے میں محروم رہوں گا تب طوطے
نے جواب دیا کہ اے جوان خوشرو اگرچہ میں تیری آنکھوں میں حقیر اور ضعیف ہوں لیکن سبب انائی اور عقل کے
عرش پر پر مارتا ہوں اور ہر ایک اہل سخن میری خوشگونی اور شیریں بانی پر حیران ہے بہتر یہی ہے کہ مجھے
مول لے یا سوا سٹکے کہ سوائے خوشگونی کے کئی ہنر مجھ میں عجیب ہیں مثلاً اسکایہ ہے کہ میں حقیقت یا فید اور مستقبل
اور عمل کی کہتا ہوں اگر حکم ہو تو ایک بات فائدہ کی عرض کروں تب اُس نے کہا کہ کیا کہتا ہے کہ طوطے
نے کہا کہ بعد کئی دن کے ایک قافلہ سودا گروں کا اس شہر میں سنبل خریدنے آویگا تم اسی سے تمام شہر کے
دوکانداروں سے سنبل خرید کر اپنے پاس رکھو جس گھڑی وہ کارخان آویگا اور سوائے آپ کے اس شہر میں
کسی کے پاس سنبل نہ پائے گا ناچار ہو کر حضور ہی میں آکر درخواست کریگا پھر اپنی خاطر خواہ بیچے گا۔ اور
اس میں بہت فائدہ ہو گا۔ یہ بات طوطے کی اس قدر نہایت خوش آئی اور ہزار روپے اُس شخص کو دیکر اُس طوطے
کو لے اپنے گھر آیا اور سب سنبل فروشوں کو بلا کر سنبل کی قیمت پوچھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ جتنا
سنبل ہماری دوکان میں ہے دس ہزار روپے اُسکی قیمت ہوتی ہے میںوں نے اُسکی دس ہزار روپے

خیمہ سے دلو اگر خرید کیا اور ایک مکان میں رکھوا دیا بعد دو تین دن کے سوداگر اُس شہر میں داخل ہوئے اور تلاش سنبھل کی کرنے لگے جب کہیں نہ پایا تب اُس کے پاس آکر سنبھل کو چوکنی قیمت پر بیکریوں لیا اور اپنے شہر کر گئے تب سنبھل اُس طوطے سے بہت خوش ہوا اور جان سے زیادہ عزیز رکھنے لگا اور ایک مینا بھی خرید کر کے اُسکے پاس رکھی اس واسطے کہ علم تنہائی میں اُسے وحشت نہ ہو کہ عقل مند نے کہا ہے۔ بیت کند ہجنس باہجنس پرواز، کبوتر بالکبوتر باز باہاز، غرض اس مینا کو بھی اُس طوطے کے پاس رکھا کہ دیو نواں اس میں ہجنس میں خوش رہیں گے۔ اور بعد کئی دن کے سنبھل نے غصہ سے کہا کہ میں سفر خشکی اور تری کا کیا چاہتا ہوں کہ شہروں کی سیر سے دل بہلے بعد میرے جو بچے کام کر رہے سو بے معلومت ان دونوں کے ہرگز نہ کرنا بلکہ جو کہیں اُسکو بیچ جائے اور اُنکی فرمانبرداری سے باہر نہ ہونا یہ دو چار باتیں سمجھا کر آپ کسی شہر کو سفر کیا اور غصہ کئی بیٹے تک اُسکی حدائی میں رویا کی رکھا، سو نازات کا چھوڑ دیا غرض طوطا کچھ قیامت کہانی کہہ کر اُس کے دل غمگین ہو کر ایک وقت بھلا یا کرتا سیطرح سے چھ بیٹے تک پھسلا پھسلا کر رکھا۔

دوسری داستان غصہ کی پادشاہزادے پر عاشق ہوئی کی رولور دانا کی طوطے کی

ایک دن غصہ نہاد ہو کر نہاد کر کے کوٹے پر چڑھی اور میری ایک کوچہ و بازار کی چھوٹے سے گلی میں ایک شہزادہ گھوڑے پر سوار آگھڑیں اور کئے ہوئے گھوڑا قدم قدم لئے ہوئے چلا جاتا تھا غصہ کو دیکھتے ہی عاشق ہوا اور اُس کا دل اسپر آگیا بے اختیار ہو کر شہزادے نے اُس گھڑی ایک عورت نکال کے ہاتھ یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم ایک ات چار گھڑی کی واسطے میرے گھروں تو اسکے حوض میں لیک لگو گئی لاکھ لپٹے کی تہیں دوں اسپر اس کٹنی نے وہیں جا کر کہا کہ اے غصہ اس شاہزادے نے تجھے بلوایا ہے اور ایک گھڑی کی واسطے لاکھ لپٹے کی انگشتی تیرا ہے اگر تو چاہے اور دوستی اس سے پیدا کرے تو کچھ اسی چیز پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سلوک نیاں کیا کرے گا اور خط و مفت میں اُٹھاؤ گی۔ غصہ نے پہلے تو اس بات سے بہت برا مانا اور خفا ہو گئی لیکن پھر پیر نال کے دام میں آگئی اور کہنے لگی کہ اچھا میری طرف سے اُس کی خدمت میں سلام شوق کے بعد یہ کہنا کہ شب کو جس طرح سے جانو گی اُس طرح سے تمہارے پاس اپنے خیمے میں پہنچاؤ گی یہ پیغام وہ نکارہ لیکر ادھر گئی اور ادھر ات آئی تب غصہ نے اپنے خیمے نہایت لباس اور کپڑے سے آراستہ کیا اور کرسی پر بیٹھ کر جی میں کہنے لگی کہ میں نے چل کر یہ بات کہی اور رخصت ہو کر چلیے کیونکہ میں بھی عورت ہوں اور وہ بھی اسی خلقت میں ہے اغلب ہے کہ وہ میری بات سنے اور رخصت ہے یہ سخن دل میں ٹھہرایا اور مینا سے جا کر کہا کہ اے مینا جب مجھ سے آکر تو نے تو کہوں اُسے کہا کہ بی بی کیا کہتی ہو میں بھی غصہ کے موافق عرض کرو گی تب بالو کہنے لگی کہ آج میں اپنے کوٹے پر چڑھ کر چلے

کی راہ سے جھانکتی تھی۔ کہ اتنے میں ایک شہنشاہ اُس راستے سے گزرا اور مجھ پر عاشق ہو کر اس گھڑی مجھے اپنے پاس بلاتا ہے اگر تو کہے تو میں جاؤں اور اُس سے ملاقات کر دین پھر وہ ہمارے گھڑی کے بعد اپنے گھر چلی آؤ گی یہ بات سنتے ہی مینا نہایت غصہ بنا کر ہوئی اور غوغا کر کے کہنے لگی کہ واہ واہی بی اپنے ڈسٹنگ کانتی ہو اور خاموشی باتیں سناتی ہو کیا خوب غیر مرد کے گھر جاؤ گی اور اُس سے دوستی کر کے اپنے شوہر کی حرمت کٹواؤ گی یہ بڑا عیب ہے تمہاری قوم کے لوگ کیا کہیں گے اس حرکت سے باز آؤ یہ سنتے ہی جھستے اُسے پنجوے سے نکال ایک ٹانگ پکڑ کر دوں مروڑ دے زمین پر سے پٹ لگا کر روح اُس کی آسمان پر پرواز کر گئی اور اسی طرح غصے میں بھری ہوئی طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے کچھ حقیقت مینا کی دیکھی کہ وہ ابھی کیا تھی اور کیا ہو گئی اُس نے کہا کہ جی دیکھی جو خداوند کی بے ادبی کرے گا اُس کا یہی حال ہوگا جھستہ خوش ہو کر کہنے لگی کہ اے طوطے بہت دن ہوئے کہ میں نے مرد کی صورت نہیں دیکھی اور آج ایک نسا ناس نے مجھ کو بہت بلایا ہے اگر تو کہے تو اُس کے پاس ات کیوقت جاؤں اور صبح سوئے جوتے پہنچ جاؤں جگہ پر آؤں طوطا اپنے جی میں ڈر کر کہنے لگا کہ اگر میں بھی منع کرتا ہوں یا اور کچھ کہتا ہوں تو ابھی مینا کی طرح سے مارا جاتا ہوں یہ سمجھ کر کہنے لگا کہ اے کہ بانو مینا ناقص عقل تھی۔ اور اکثر یہ خلقت عورتوں کی بیوقوف ہوتی ہے اسی واسطے شعور مند کو لازم ہے کہ اپنا احوال اُن سے نہ کہیں بلکہ اس ذات سے پرہیز کریں فی خاصہ جمعہ کے چاندی مت کر کہ بتک میری جان پاس غالب میں ہے تب تک تیرے کام میں بیروی کرؤ گا انعامت گھر لکیم کا سنا جلد آسان کر دیکھا خدا نخواستہ اگر یہ بات ظاہر ہوئی اور اُن نے اتے تیرے شہر پہنچا پھی اور اُس نے آکر تجھ سے خفگی کی تو میں ایک بات بنا کر تم دونوں کو آپس میں ملا دوں گا جس طرح سے کہ اُس طوطے نے فرخ بیگ سے ملکر طوطا سے ملا دیا تھا جھستے نے پوچھا کہ اُسکی نقل کیونکر ہے مفصل بیان کر کہ میں تیری احسان مند رہو گی۔

تیسری داستان فرخ بیگ سوداگر اور اُسکے طوطے کی

طوطے نے کہا کہ کسی شہر میں ایک سوداگر فرخ بیگ نام نہایت مالدار تھا اور ایک طوطا غفلت سے اپنے پاس رکھتا تھا اتفاقاً اُس سوداگر کو سفر میں ہوا تب ہر ایک اسباب اپنے گھر کا بی بی سمیت طوطے کو لے گیا اور آپ واسطے سوداگری کے کسی شہر میں گیا اور کئی مہینے وہاں کار تجارت میں رہا اُسکے جانیکے بعد کئی دن پیچھے اُسکی چورونے ایک جوان مغل بچے سے آشنائی کی اور ہمیشہ رات کو اُسے اپنے گھر بلاتی صبح تک اُس کیساتھ عیش و عشرت کرتی یہ احوال اُن دونوں کا طوطا دیکھتا اور باتیں اُسکے اختلاط کی سنتا لیکن دیکھا سنا اپنے دل میں چھپا رکھتا بعد ڈیڑھ برس کے وہ تاجر اپنے گھر آیا اور صحبت گزری ہوئی اپنے گھر کی اُس طوطے سے پوچھی کہ میرے بچے کس طرح سے گزری اور کس کس نے کیا کیا

کیا اُس نے ہر ایک کا حال جو ٹھیک ٹھیک تھا سو سب بخوبی کہہ دیا اور بی بی کی بات سے آگاہ نہ کیا کیونکہ اگر وہ بھی کہتا تو دونوں بھی عداوتی ہوتی یا کسی نہ کسی کی جان جاتی لجد و دہشتہ کے وہ ناجہریہ ماجرا اور کسی شخص کی زبانی سنکر اپنی بی بی سے دق ہوا اور غلگی کرنے لگا کیونکہ ہوشمندوں نے کہا ہے کہ عشق اور رشک نہیں چھپتے اور آگ بالود میں پوشیدہ نہیں رہتی وہ سوداگر طوطے کی طرف سے بظن ہوا اپنے جی میں کہنے لگا کہ افسوس اس طوطے نے کچھ بھی اس کے نیک اور ہد کی بات مجھ سے نہ کہی اور اپنی جو رو پر غصہ ہو کر بہت سی سرزنش کی اور وہ احمق وحدت یہ سمجھی کہ شاید طوطے نے کچھ اس سے میری بات کہی ہو اس قدر مجھ پر آفت اُٹھائی ہے پھر طوطے کو اپنا مخالف سمجھ کر ایک روز آدھی رات کو قابو پا کر اُس طوطے کے بال پر لونج ناچ کر گھر کے باہر پھینک کر غل مچانے لگی کہ ہے ہے میرے طوطے کو بڑی بیگنی اور جی میں سمجھی کہ وہ کبخت مر گیا ہوگا لیکن تھوڑی سی جان اُس میں باقی تھی سو اوپر سے جو گرا تو مدمبر زیادہ پہنچا یا بے بد ایک ساعت کے اُس کے بدن میں قد سے قوت و توانائی آئی تب سنبھل کر اُٹھا وہاں ایک گورستان تھا اُس میں گیا اور ایک گور کے سامنے داخل ہو کر رہنے لگا لیکن تمام دن بھوکا مزارات کو اُس سے ملنے سے نکلتا جو کوئی مسافر اس گورستان میں وارد ہو کر رات کو کھانا کھاتا اور اُس کا گرا پڑا کھانا دانہ دیکھ کر ہوتا سو چفتا اور کھانا اور پانی پی کر صبح کو اُسی سوراخ میں جا بیٹھتا بعد چند روز کے ساتھ پر اُس کے نکل آئے اور قہقہہ اُٹھوڑا اُس نے لگا اس گور سے اُس قبر پر جاتا پھرنا دہر تو یہ گندی اب دہر کی سنو جس شب وہ طوطا گیا اُسکی صبح کو وہ سوداگر اپنے بھونے پر اُٹھ کر اُس کے پتھر کے پاس گیا اور اُسے دیکھا کہ وہ اُس کے اندر نہیں ہے یہ حال دیکھتے ہی اُس نے اپنی پگڑی زمین پر پڑے پٹکی اور غل مچانے لگا بلکہ نہایت متردد ہوا اور اپنی بی بی پر اس قدر غصہ ہوا کہ کچھ کہا نہیں جاتا آخر اُس نے اس کے غم میں خوابِ خوب بھی چھوڑ دیا اپنی عورت کی باتوں کا ہرگز اعتبار نہ کیا بلکہ اُس کو اپنے گھر سے نکال دیا تب اُس عورت نے میان کہا کہ شوہر نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے اب رہنے والے اس شہر کے دیکھیں گے مناسب یہ ہے کہ میرے گھر کے قریب جو گورستان ہے وہاں جلی مھاؤں اور کھانا پینا سب چھوڑ دوں یہاں تک کہ مر جاؤں آخر کار اس قبر گاہ میں گئی اور ایک فاقہ کیا جس وقت کہ رات ہوئی اُس طوطے نے قبر کے سوراخ سے کہا کہ اے عورت اپنے سر کے بال فوج اور ایک رستے سے منڈوا اور چالیس دن تک بے آبِ طحا اس گورستان میں رہ کہ میں تیرے تمام عمر کے گناہ بخشوں تجھ میں اور تیرے شوہر میں دوستی کو ادا دوں وہ عورت اُس پر فخر کو سنکر متعجب ہوئی اور اپنے جی میں سمجھی کہ اس قبرستان میں کوئی ولی خدا پرست کی قبر ہے البتہ وہ میرے گناہ بخشے گا اور مجھ سے میرا خداوند کو ملائیگا اس بھروسے پر اپنے سر کو منڈوا کر چندے

اُس قبرستان میں بھی ایک سوز طوطا اُس قبر سے نکل کر کہنے لگا کہ اے عورت مجھ نے بے تعقیر میرے لکیر کر
اور مجھے آزار سخت دیا خبر ہو ہو اسو ہو امیری قسمت میں ہی تھا جو تو نے کیا لیکن میں نے تیرا نک کہا یا
ہے اور تیرے خاوند کا خرید ہوں تو میری بی بی ہے تیری خدمت بخوبی کر دنگا اور وہ باتیں گور کے
سوراخ سے میں نے ہی تھی تو یقین کر میں راست گو ہوں چنلو نہیں کہ تیرا عیب تیرے خاوند سے کہتا
اب دیکھ تو سہی میں تیرے شوہر کے گھر جاتا ہوں اور تجھ سے اُسکو ملا دیتا ہوں رخصت طوطے نے
یہ کہا اور اپنے خاوند کے گھر جا موافق قاعدے کے اُسکو سلام کیا اور آداب بجالایا عائن دیکھ
کہنے لگا کہ عمر تیری بڑ ہے اور دولت دو چند ہوئے اُسے کہا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے جو اس
طرح باادب کمر ادعائیں دیتا ہے پھر آپ ہی پہچان کر کہنے لگا کہ اب تک کہاں تھا اور کس شخص کے گھر
مہمان گیا تھا سب احوال مفصل اپنا کہہ اُس نے عرض کی کہ میں ہی قدیمی طوطا ہوں مجھے تلی پنجرے
سے لیگی تھی اور اُسکے پیٹ میں تھا اُس کے آقائے کہا تو پھر کیونکر جی اٹھا اُسے کہا کہ تم نے بیچنا اپنی
بی بی کو گھر سے ہاتھ پکڑ کر نکال دیا اس سبب سے وہ ایک قبرستان میں گئی اور چالیس دن فاقے سے رہی بے اختیار آہ
ونداری کی کہ مقتدا علی اُسکی فریاد سنکر دیر بان ہوا اور مجھ کو مردہ سے زندہ کر کے کہا کہ آکوٹے تو اُسکے خاوند
پاس جا اور اُن دونوں کو آپس میں ملائے بلکہ اُسکی عصمت پر گواہی دے جب قاتلے یہ احوال دریافت کیا تب غش
ہوا لہذا جگہ سے اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو اپنی بی بی کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے جانی میں نے بے تعقیر ستیا
اور دکھ دیا لیکن اب تو اس بات سے حد گذر امیری خطا معاف کر وہ راضی ہوئی تب اُس کو گھر لے آیا
پھر پھر وہ خاوند نے جلے رہنے لگے اور عیش و عشرت کرنے لگے الفصد طوطے نے اس سوداگر کا فصد تمام کر
اور غصت سے کہا کہ اے غصتہ اٹھ اور جلد شاہزادے کے پاس جا۔ تاکہ وعدہ تیرا بھوٹ نہ ہو اگر خدا نخواست
یہ خبر تیرے شوہر تک پہنچے اور وہ تجھ پر خفا کرے تو میں اُسی سوداگر کے طوطے کی طرح معافی کر ادوں
گا غصتہ اس سخن سے خوش ہوئی اور فصد کیا کہ شاہزادے کے پاس جاوے اتنے میں صبح صادق ہو گئی
جانا اُسکا موقوف رہا اور یہ شعر آسمان کی طرف دیکھ کر پڑھا اور گریبان مثل گل چاک کیا۔ حسن
یہ دو دل کو اک جا چٹھاتا نہیں کسی کا اسے وصل بھاتا نہیں، یہ ہے دشمن وصل و دل سوز بھرا
کے ہے غم وصل کو روز بھرا از بس کہ غصتہ تمام رات فصد سینے کیواسے جاگتی تھی۔ سونے
کیلئے گئی۔ اور جاتے ہی پھر بنے سو گئی +

چوتھی داستان ایک سہانے بادشاہ ہستان جو فاداری کی اور اُسے اُس پرانا بیچہ کیا
جب سونچ چھا اور چاند نکلا غصتہ اپنے بچھوئے پر سے اٹھی ہاتھ منہ دھو کر بیٹھی رنجان کھانے اور

یوے سے منگائے کچھ تناول کیا اور پھر پوشاک مکلف اور جواہر قیمتی سے اپنے تئیں آراستہ کر بیچ مچ کی پری تنکے دوپری پیکر خواہم کو ساتھ لیکر خوش اور لبشاش طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے مجھ پر عشق نے لطف دکھا تا ہے مجھے، شوقِ دل کوئے منم میں لئے جاتا ہے مجھے، اگر تو میری پالی سے رخصت کرے تو میں اُسکے پاس جاؤں اور آندو اپنے دل کی نکالوں۔ طوطا کہنے لگا اے کدبانو تو خوش ہو اندیشہ مت کر کہ میں تیرے کام کی سعی و جستجوں لگے ہوں۔ قریب ہے کہ تجھے تیرے یار کے پاس پہنچاؤں لیکن تجھے لازم ہے کہ تو بھی دعوتی اور محبت اُسکی اپنے جی میں رکھے جس طرح سے کہ ایک پاسبان نے بادشاہ طبرستان کی عقیدت اپنے دل میں رکھی اور اُسکے حوض دولت بیشمار پانی نچتے نے پوچھا کہ اُس کی نقل کیونکر ہے بمقتل بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ عقل مند دل نے اور اچھے زمانے کے بزرگوں نے کہا ہے کہ لیکن ایک بادشاہ طبرستان نے مجلس عیش برابر بہشت کے آراستہ کی کھانے اچھے لذیذ اور شرابی پڑکیف کباب قسم قسم کے اُس محفل میں مہیا کئے شہزادے وزیر امیر حکیم اُستاد بلکہ جتنے صاحب کمال اُس شہر کے تھے حاضر ہوئے اور کھانے اُنہوں نے کھائے اور شرابی ہیں کہ اتنے میں ایک شخص اجنبی اُس محفل بادشاہی میں بیدھڑک چلا آیا تب ہر ایک اہل بزم نے پوچھا کہ اسے مرد تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اُس نے کہا کہ میں شمشیر زن اور شیر گیر ہوں اور تیر اندازی بھی ایسی جانتا ہوں کہ تیر میرا سنگ خارہ کیچڑتا ہے بلکہ پھاڑکے پار ہوتا ہے سوائے سپہ گری اور بھی ہر ایک فن سے واقف ہوں اور بہت سی حکمتیں جانتا ہوں پہلے امیر نچتے کے پاس نوکر تھا جب اُسے میری قدر کچھ نہ کی اور کاریگری نہ سمجھی تو اُسکی چاکری چھوڑ کر بادشاہ طبرستان کے پاس آیا ہوں اگر وہ مجھے نوکر رکھیں گا تو رہو نگا اور جانتا ہوں قرار واقعی کرونگا طبرستان کے بادشاہ نے یہ بات سن کر اپنے نوکروں اور اہلکاروں کو حکم کیا کہ بیشک کو خدمت پاسبانی کی دوہرے بعد دریافت ہو نیکی جو اسکے حق میں مناسب ہو گا کیا جائیگا جو جب حکم بادشاہ کے ارکان دولت نے اسی وقت خدمت پاسبانی کی اُسے دی اور سر فراز کیا چنانچہ وہ شام سے تا صبح ہر ایک شب و دن بخاند کی خبرواری کیو اسطے جاگتا اور کھڑے ہو کر بادشاہ کے قصر کو دیکھتا کرتا اتفاقاً ایک شب ادھی رات کو بادشاہ بالاحسن پڑکھڑا اور اُس پر پھر تیرا غلغلہ گھا اُسکی پاسبان پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص مستعد کھڑا ہے تب اُس نے پوچھا اسے شخص تو کون ہے جو بیوقت اس محلہ کے نیچے کھڑا ہے اُس نے عرض کی کہ خداوند! میں پاسبان اس دولت خانے کا ہوں خبرداری کیو اسطے اس محلہ کے پاس کتنے دنوں سے شام صبح تک حاضر رہتا ہوں اور امیں وار تھا کہ جمال مبارک حضرت کا دیکھوں اور اپنی آنکھیں روشن کروں بار

آج کی طبقت نے یاوری کی کہ دیدار خداوند عالمیان کا دیکھا دل کو شاد کیا۔ اتنے میں ایک آواز جھل کی طرف سے بادشاہ کے کان میں آئی۔ کہ میں جاتی ہوں کوئی ایسا مرو ہے کہ مجھ کو پھیر لائے۔ یہ بات سنتے ہی بادشاہ متعجب ہو کر اُس سے کہنے لگا۔ کہ اے پاسبان تو بھی کچھ اُس آواز کو سنتا ہے۔ کہ یہ آواز کہاں سے آتی ہے۔ اُس نے عرض کی کہ اے خداوند میں تو کئی شب سے سنتا ہوں کہ بعد اذہی رات کے یہ آواز یوں آتی ہے۔ لیکن میں خدمت پاسبانی کی لکھتا ہوں مجلس کو چھوڑ کر جا نہیں سکتا اس واسطے دریافت نہ کر سکا کہ یہ کئی آواز ہے۔ اور کہاں سے آتی ہے اگر شاہجہاں ارشاد کریں تو ابھی جاؤں اور شتاب اُس کو دریافت کر کے حضور پر زور میں عرض کروں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ بہتر جلد جا اور بیچ خبر حضور میں آکر گذارش کر وہ پاسبان دیں خبر لینے جلا تھوڑی دور گیا تھا۔ کہ بادشاہ بھی ایک کسبل سیاہ لیکر سارا بدن اور منہ اُس سے چھپا کر اُس کے پیچھے ہو گیا پاسبان تھوڑی دور جا کر کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک عورت حسین خوبصورت ایک درخت کے نیچے راہ میں کھڑی ہے۔ اور کہتی ہے کہ میں جاتی ہوں دیکھوں تو کون ایسا مرو ہے جو مجھے پھیر لائے اور نہ جانے دے تب اُس نے بوجھا کہ اے بی بی صاحب جمال پردی پیکر تو کون ہے۔ اور یہ بات کس لئے سب سے کہتی ہے۔ اُس نے کہا کہ میں تصویر عمر بادشاہ طبرستان کی ہوں وعدہ اُس کا برابر ہوا ہے اب اس واسطے میں جاتی ہوں یہ سخن سنتے ہی اُس پاسبان نے کہا کہ اے تصویر عمر بادشاہ اب کس طرح سے پھر بھی مراجعت کریں اور پھر آویگی۔ اُس نے کہا کہ اے پاسبان ایک صورت سے اگر تو اپنے بیٹے کو اُس کے عوض فوج کرے تو البتہ مراجعت کرو تا بادشاہ پھر چند روز اس جہان میں زندگی کرے اور جلد ہی تم سے یہ بات بادشاہ نے بھی سنی اور اُس پاسبان نے بھی نہایت خوش ہو کر جواب دیا کہ اے عورت عمر بادشاہ پر اپنی عمر اور بیٹے کی عمر نثار کرتا ہوں جلدی مت کر یہیں کھڑی رہ میں ابھی اپنے گھر جاتا ہوں اور بیٹے کو لاکر تیرے سامنے فوج کرتا ہوں میں اس کا تھاٹھاؤں گا۔ بادشاہ کی سلامتی کی واسطے اور لگا ہوا کلام یہ کہہ کر اپنے گھر گیا بیٹے سے کہی لگا کہ بیٹا آج بادشاہ کی عمر تمام ہوئی ہے کوئی دم میں وہ مرتا ہے اگر تو اپنی عمر اُس کو دے تو وہ تیرے مرے جیے اور چند روز اس دنیا میں ہے وہ ایک انیکوت فادار اس بات کو ٹھنٹے سی کہنے لگا کہ اے قبلہ کعبہ بادشاہ منصف عادل ہے ایسے والی صاحب خاہل بہت غریب و کریم بخش کیلئے ایک میں کیا ہوں اگر تمام گھر تمہارا کام آئے تو تصور نہ کرنا کیونکہ ایک مجھ سا ناجیز اگر اُس کے صدقہ لیا تو کیا ہوا وہ جیتا رہ گیا۔ تو ایک عالم کو پوچھ رہی کہ گے۔ بہتر یہی ہے کہ مجھے جلد سے چلو اور اُس کے اوپر صدقہ کرو تو میں سدا سدا دربار میں حاضر کروں کیونکہ ایک تو آپ کا کہنا اور دوسرے ایسے بادشاہ پر نثار ہوتا اس سے بہتر بات

میر لو اسطے اس جہان میں اور کوئی نہیں میں نے یہ کلام حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ہر ایک چھوٹے
بڑے کتب کے لوگوں سے کہتے تھے کہ اگر بادشاہ کی سلامتی کیوا سطے کوئی اہلکار بادشاہی ایک آدمی کو رعیت
میں سے مائے تو جمانہ نہیں کیونکہ وہ بندہ پروردہ ہے سینکڑوں کو پاتا ہے وہ جیسے گا تو ہر ایک شہر اس سے
آباد رہیگا اگر وہ مر گیا تو ایک ظالم پیدا ہوگا کہ ہزاروں کو ہلاک کرے گا۔ اور لاکھوں اُسکے ظلم و ستم سے مرے
پس لازم ہے کہ جلد مجھے لیچلو اور اُس کیوا سطے فوج کرو۔ اُس کیوا سطے ایک مجھ سا قربان ہو تو کیا
آخروہ پاسبان اپنے بیٹے کو اُس عدت کے پاس لیگیا اور اُسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر جاتا تھا کہ خیر تر سے
اُسکا گلا کاٹے اتنے میں اُس عورت نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے پاسبان اپنے بیٹے کو فوج مت کرو گلا
اُسکامت کاٹ حقتعالیٰ کو تیری رحمت پر رحم آیا اور قربان ہو کر مجھے پھر ساٹھ برس کا حکم کیا کہ بادشاہ کے
قالب میں ہوں جو وقت اُس پاسبان نے اس خوشی کی خبر کو سنا بہت خوش ہوا اور اُسی وقت بادشاہ کو خبر
دینے چلا یہ حالت بھی بادشاہ طہرستان نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ادب بات چیت پاسبان کی اور اُس کے
بیٹے کی کما حقہ دریافت کی پھر اُس کے پیچھے سے دوڑ کر اپنے تئیں بدستور اُسی بالا خانے پر پہنچا یا اور اُسی طرح
سے اُسپر پھرنے لگا اور بعد ایک گھڑی کے وہ پاسبان بھی حضور پر نور میں آیا اور تسلیات بجا لا کر دعا دینے لگا
کہ عمر و دولت جاہ و حشمت شاہنشاہ کی تاقیامت بڑھتی ہے۔ بادشاہ نے اُس پر ہچاکہ اے پاسبان وہ
کیسی آواز تھی کچھ تو نے دریافت کیا ہے تو مفصل بیان کر اُسے دست بستہ ہو کر عرض کی اے خداوند ایک
عورت حسین صاحب جمال اپنے خاوند سے لڑکر اس جنگ میں کل آئی تھی اور ایک رخت کے نیچے اُس میں بیٹھی
رو رہی تھی اور یہی کہتی تھی کہ میں نہ رہو گی تب میں اُسکے پاس گیا۔ اور اُس کو میٹھی میٹھی باتوں سے
بھلایا اور اچھے اچھے سخن سمجھا بچھا کر اُسکے شوہر سے ملا دیا۔ دوستی اُن دونوں میں کرادی۔ اب اُس نے
مجھ سے اقرار کیا ہے کہ میں ساٹھ برس تک اپنے شوہر کے گھر سے نہ نکلوں گی۔ بادشاہ نے یہ دانائی
اور جالفشانی اُسکی اور جرأت اُسکے بیٹے کی دیکھی تھی۔ فرمایا کہ اے پاسبان جو وقت تو اُس کی خبر
لینے چلا تھا میں بھی تیرے پیچھے موجود تھا سب سوال و جواب تیرے اور تیرے بیٹے کے اور اطوار اس عورت
کے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے سنے خیر اگرچہ اگلے وقت میں تو متعلق و غریب و ذلیل و
پریشان تھا۔ اور اب میر کم اس پاسبانی میں نوکر ہوا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز بہبودی اور ترقی تیری
ہوگی اور گھڑی گھڑی سلوک پر سلوک کر دے گا۔ خدا کے فضل سے تو نہایت اوج دولت کو پہنچے گا۔ یہ
کہہ کر بادشاہ آرام کرنے گیا۔ بساط عیش پر سورا بعد دو چار گھڑی کے صبح ہوئی بادشاہ تخت پر نکلا
بیٹھا اور پاسبان کو بلایا پھر امیر وزیروں کو اور اہلکاروں کو جمع کر کے یہ فرمایا کہ اے حاضران

یہ سخت میں نے اسے بخوشی اپنا دل بیچ دیا اور مال و اسباب و خزانہ سب اپنی رضا مندی سے لے لیا۔ طوطے نے یہ کہانی تمام کی۔ اتنے میں صبح ہوئی اور آفتاب نکلا جانا تجستہ کا موقوف رہا کیونکہ تمام رات بادشاہ طبرستان اور اُس پاسبان کی کہانی سننے سے آنکھ نما آلودہ رہی تھی۔ جاتے ہی پتنگ پر سو رہی۔ ہند کر دی مار آخر کو لیٹ چھپر کھٹ کے کونے میں منہ لپیٹ

پانچویں داستان نرگہ اور بنجار کی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا تب تجستہ ارغوانی جوڑا اپنی بسنتی دو شاہ اور شاہ جو اہر کے دریا میں سر ابا غرق ہو طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے مجھے آج کی شب جلد رخصت دے کہ میں اپنے پیار سے لوں اور کچھ باتیں پیار کی کہوں طوطے نے کہا کہ اے کد بانو میں نے تجھے پہلی ہی شب رخصت دی تھی اب تو نے کیوں توقف کیا خیر اب جا اور یہ زیور اپنے بدن کا آتا کیونکہ بی بی دنیا بہت بڑی جگہ پر ایسے تصویر آنا کد بانو شہزادی کا سنگار کر کے طوطے کے پاس لے گیا۔



اسباب کو بہتر غیر مرد سے پاس جانا اچھا نہیں شاید اس کی آنکھ کھلنے پر بیٹھے اور جی میں لایع کہے تو تو رہی اور نہ گنا دوستی کی دوستی جائیگی نہ زور کا زور جس طرح سے کہ اُس نرگہ اور بنجار دوستی میں خلل پڑا۔ یہ کہی اسے برسوں کا ساتھ چھوٹا تجستہ نے پوچھا کہ اُسکی نقل مفصل بیان کی حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک بڑی اور سناریں دوستی تھی کہ جو کوئی انہیں دیکھتا وہ یہی کہتا تھا کہ یہ عاشق اور معشوق ہیں اگر یہ نہیں ہے تو مال بجائے بھائی ہیں اتفاقاً وہ دونوں سفر کو گئے کسی شہر میں جا کر مغلجہ و رہائیں کہنے لگے کہ اس شہر میں فلاں تجا نہ ہے۔ کہ اُس میں کسی بُت سونے کے ہیں یہاں سے یہ ہونگی

صورت بن کر چلیے اور عبادت میں مشغول ہو جیسے کسی وقت فرصت پا کر چر لے اور سے سے اُنکو چرا کر
گزران کیجئے یہ بات گھڑا کر وہ دونوں اُسے بتخانے میں گئے۔ برہمنوں نے جو اُنکی عبادت دیکھی وہ سب
شرمندہ ہوئے ہر روز اُس بتخانے سے وہ برہمن جاتے اور پھر نہ آتے اگر کوئی پوچھتا کہ تم نے کیوں
بتخانے کو چھوڑا تو وہ یہ کہتے کہی دن سے وہ برہمن ایسے دھرم صورت صاحب جمال پوجا کر نیوالے
آئے ہیں کہ ایک دم جھگوان کے وہ بیان سے سر نہیں اٹھاتے اور کسی سے آنکھ نہیں ملاتے اس واسطے
ہم چلے آئے ہیں۔ کیونکہ ان کے ہوا پر ہم سچا اور تپسیا نہیں کر سکتے جب اُن دونوں کے سوا
اُس بتخانے میں اور کوئی نہ رہا تب اُنہوں نے شب کو فرصت پا کر کئی بت سونے کے چرا کر اپنے گھر کا راتہ
پکڑا اور وہ نزدیک شہر کے پہنچ کر کسی درخت کے نیچے ان بتوں کو گاڑ کر اپنے اپنے گھر گئے بعد آدمی
رات کے سنار اکبلا ہا کر اُن بتوں کو کھود لایا اور صبح کے وقت بنجار کے گھر جا کر اُس بنجار سے کہنے
لگا کہ اے بنجار بے ایمان جھوٹے دغا باز میری آشنائی کا پاس نہ کیا اور ایسی قدیم دوستی میں غفل ڈالا
کہ اُن بتوں کو تو چر لایا اس بے ایمانی سے کہ برس جیسے گا اور کے دن گزران کر گیا خوب اس
زمانے میں دوستی کا اعتبار نہ رہا وہ اس کی باتیں سن کر حیران ہوا کہ یہ کیا جتا ہے۔ آخر ناچار ہو کر یہ
کہنے لگا کہ اسے زر گرو کیا سو کیا اور جو ہوا سو ہوا جانے سے میں جانتا ہوں خدا کی واسطے مجھ پر بہتان
مت باندھ از بسکہ وہ عقلمند تھا اور اس سے لڑنا اور قتلہ کرنا مناسب نہ جانا چیکا ہو رہا بعد کئی دن
کے ایک پتلا جو بی اُس بڑھئی نے شہر کی سڑک بنایا اور کپڑے اُسے پہنائے اور دو بچے خرس کے کہیں سے
لایا اور اُس پتلے کی آستین اور دامن میں کچھ کچھ اُن بچوں کے کھانے کی چیزیں کھدیں جب اُن کو بھوک
لگتی تو اُس پتلے کے پاس جاتے اور اُسکی آستین یا دامن سے جو دیتے سوٹتے اور اپنے جی میں جلتے کہ ہمارا
مانہا پ جو کچھ ہے سو یہی ہے اور وہ دونوں اُس پتلے سے آشنائی رکھتے تھے کہ ہر روز الفت آگے
دامن پڑا کر بیٹھتے جب خرس کے بچوں کو اُس صورت سے ہر وقت ہوتی تب بڑھئی نے اُس سنار کی اور
اُس کی جو روڑ لڑکوں کی ضیافت کی بلکہ ہمسایہ کی عورتوں کو بھی بلایا چنانچہ سنار کی جو روڑ اپنے دونوں
کو ساتھ لیکر اُسکے گھر گئی بنجار اپنی گھات میں لگ رہا تھا بعد دو گھنٹہ کے اُس سنار نے کو غافل پا کر اُن
دونوں لڑکوں کو چھپا کر کھا اور خرس کے بچوں کو چھوڑ کر غل چھانے لگا کہ ہر پریشنا کے لڑکے خرس کے بچے
کیونکہ ہو گئے یہ بات سن کر سنار باہر سے بے اختیار دوڑنا چڑا آیا اور اُسکی کمر باندھ کر کہنے لگا کہ اسے جھوٹا کہا کہتا
ہے آدمی بھی جانور ہوئے ہیں فریضہ فافسی کے سو رہ گیا اور قاضی نے پوچھا کہ اے بڑھئی اُسکے بچوں کے
بچے کیونکر ہوئے اُس نے کہا کہ حضرت دونوں لڑکے میرے سامنے کھیلنے تھے یکایک میں پرگرتے ہی گرتے

خوس کے بچے ہو گئے قاضی نے کہا کہ یہ بات میں کس طرح سچ جانوں تب بخار کہنے لگا کہ خداوندان میں نے کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ سیدقت میں ایک گروہ انسان کا خدا کے غضب سے جوان ہو گیا تھا لیکن عقل اس گروہ کی جوں کی توں ہی تھی اور الفت اور محبت میں بھی ویسا ہی تھا لازم یہ ہے کہ اس وقت در با عالم میں ان بچوں کو سب ہالی سوالی کے سامنے منگو کر اس کے دہرہ کیجئے اگر وہ اس کے لڑکے ہونگے تو اس الفت کر بیٹے اور نہیں تو جو چاہیے گا سو مجھے کیجئے گا۔ یہ بات سنکر قاضی نے پسند کی اور ان بچوں کو منگو کر اس زرگر کے آگے چھڑو اور یادہ اس صورت کے سب سے آشنا ہوئے تھے باوجود اس بھڑکے بے اختیار دوڑ کر اس سے جا پٹے اور اس کے پاؤں پر منہ لٹے لگے اور اس کی بغاوں میں سر اٹھانے لگے تب قاضی نے کہا کہ اے سنار دغا بازیہ دو فوں لڑکے تیرے ہیں مجھے یقین ہوا پس اب ان دونوں کو اٹھا کر لیجا تا حق کیوں شہرت اور بہتان کرتا ہے تب وہ زرگر اس بخار کے پاؤں پر گر پڑا اور منت کرنے لگا کہ اے یا اگر یہ حکمت تو نے اپنا سر سے لیتے کیوں اس کی ہے تو اپنا حصہ لے اور میرے لڑکے مجھ سے اس نے کہا کہ اے سنار تو نے بڑا کیا ہے اور امانت میں خیانت کی ہے اگر اب چھوٹ بولنا چھوڑے اور دغا بازی سے توبہ کرے تو شاید پھر تیرے بیٹے اپنی اصلی صورت پر آویں غرض اس زرگر نے اس کا حصہ دیا اور اپنے بیٹے اس سے لئے۔ طوطے نے یہ اعلیٰ تمام کر کے کہا کہ آجختہ تو بھی اپنا زبور اتار کر جا شاید وہ بھی اسی طرح کا بے ایمان ہو اور اس کا لالچ کرے تو پھر نہ کہنا ہی رہے گا اور نہ دوستی ہی رہیگی کہ بانوس نے یہ سیکھ ہی جا ہا کہ گناہ اتارے اور اپنے معشوق کے پاس مدد سے کہ لیتے ہیں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اس کا اس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھ کر چپکی رہ گئی بدیت روتے روتے تمام رات کٹی، جگر کی پر نہ میری بات کٹی،

چھٹی داستان لشکری کی چوروں سے امیر زادہ شہر مند ہوا

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا جھنتہ نے ایک چور اوہمانی گھنے میں ڈالاک اور ایک جواہر سے اپنے تئیں سنوارا اور سی کی دھڑکی کا لکھوٹا ہونٹوں پر چایا بالوں میں نہاں الٹنگلی کر چوٹی گنڈا ایک باکچین سے اعلیٰ اور طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے تو مجھے ہر ایک وقت باتوں میں لگا لیتا ہے اور یوں ہی چھوٹ موٹ پہلا دیتا ہے تجھے میری خبر نہیں ہے کہ میں دو عشق سے مرمتی ہوں اور حسب حال میری بند ہے۔ پنجس۔ حیران ہوں کیا کرے گا تیرا وعدہ اور پیام، اس منجھلے کے بیچ میرا کام ہے تمام، اگر زندگی عزیز ہے میری تو صبح و شام، موقوف کر رہی ہے میرا حاصل کلام، طاقت نہیں رہی مجھے اب انتظار کی کہ بانوس نے کہا کہ قسم ہے مجھے اب بھی شب رخصت ہے کہ میں جانوں اور اسے لگاؤں طوطا کہنی لگا

کہ اسے غصہ تھیں بھی اسی بات سے شرمندہ ہوں سینہ چاک اور دل جلتا ہے کہ تو ہر ایک شب میری باتیں سنا کرتی ہے اپنے پار کے پاس نہیں جاتی خدا نخواستہ اگر اس عرصے میں تیرا خاوند آجا بیگا۔ تو خواہ مخواہ اپنے محشوق سے مخالفت کیلئے گی جس طرح سے کہ اُس لشکر کی کی جو دوسے امیر زادہ شرمندہ ہوا غصہ نہ نہ پوچھا کہ اُس کی کہانی کیوں کر ہے۔ بیان کر۔

حرکات۔ طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک مرد لشکر کی جو رہنمائی دیکھتا تھا۔ اور اُس کی حرمت کی نگہبانی کیا کرتا تھا۔ ایک دم اُس کے پاس سے جدا نہ ہوا۔ اتفاقاً گردشِ فلکی سے لشکر کی محتاج ہوا تب اُس کی جو روئے پوچھا کہ اُسے صاحبِ تم نے کیوں اپنا کاروبار دنیا کا سو فاق کیا جو احوال یہاں تک پہنچا اُس نے کہا کہ اُسے بی بی نے مجھے تیرا اعتبار نہیں اسیلئے ہر سب کا دربار تباہ کر کے یہاں تک خراب ہوا کہ کہیں جا سکتا ہوں نہ کسی کی نوکری کر سکتا ہوں تب اُس نے کہا اچھی ایسے خیال فاسد کو اپنے جی سے دور کر کہ اس عورت نیکبخت کو کوئی مرد فریفتہ نہیں کر سکتا اور بدبخت بی بی کو کوئی شوہر نہ بھلا نہیں سکتا تم حکایت۔ اُس ہوگی کہ نہیں سنی جو باقی کی صورت بن کر اپنی جو رو کو پیٹھ پر چڑھائے جنگل جنگل پڑا پڑا تھا۔ اور اُس بیچیا نے اُس کی پیٹھ پر ایک سو ایک مرد سے بدکاری کی تھی۔ تب اُس لشکر کی نے پوچھا کہ اُس کی نقل کیوں کر ہے۔ تو بی بی کہنے لگی۔ نقل تھو کہ ایک۔ ایگر نے کسی بیباں میں ایک میل مسیح عمار کی دیکھا کہ چلا آتا ہے تب وہ اُس کی دہشت سے ایک بلند درخت پر چڑھ گیا۔ قضا کا روہ فیل اُسی درخت کے نیچے آیا اور اُس عمار کی کو ابھی پیٹھ سے اُسی جگہ اتار کر رکھا اور آپ چرائی کو گیا۔ اس مرد نے دیکھا کہ اس عمار کی میں ایک عورت خوب صورت حسین ہے اس واسطے اس درخت پر سے اُترا اُس کے پاس آکر باتیں اور مزاحیں کرنے لگا وہ بھی اُس سے خوش ہو کر اپنے مطلب کی باتیں ناز و انداز سے کر کے ایسی مختلط ہوئی کہ گویا ہمیشہ کی آشنائی تھی۔ غرض شہوت کے غلبہ سے بدکاری میں مشغول ہوئی بعد فرغت کے اُس عورت نے ایک تاکا اپنی جیب سے گروہ دار نکالا اور ایک گروہ اُس سے لے لیں اور دی تب اُس مرد نے پوچھا کہ تم کو اپنے خدا کی قسم کھو کہ یہ ڈورا کیسے ہے اور یہ کہ میں سمجھتی ہوں کہ تم کو بھی اس احوال سے خبردار کرتا ہے وہ بد ذات کہنے لگی کہ میرا شوہر جادو گر ہے میری مخالفت یہ اس واسطے یا تھی ہوا رہتا ہے اور مجھے اپنی پیٹھ پر چڑھائے جنگل جنگل پھرتا ہے۔ اُس کی اس خرداری پر میں نے سو مردوں سے بدکاری کی اور یادگاری کیو اس واسطے ایک ایک گروہ دی آج تجھے سمیت ایک سو ایک گروہ ہوئی جب وہ یہ داستان تمام کر چکی تب اُس کے شوہر نے کہا کہ اب میرے حق میں کیا فرمائی ہو جو کہو سو کروں تب اُس عورت نے کہا کہ بہتر معلومت یہ ہے کہ تم سفر کرو اور کسی کے نوکر ہو میں ایک گلدستہ تو تازہ پھولوں کا دیٹی ہوں

جب تک وہ گلدستہ پڑمرود نہ تو تب تک جانتا کہ میری بیوی حرمت و عصمت سے بیٹھی ہے اور اگر خدا نخواستہ وہ مرجھا جاوے تو معلوم کرنا کہ اس سے کچھ فعل ملے گا یا نہ بات اس لشکری کو غافل آئی تب ناچار اس سے جلد ہو کر کسی ملک کو واسطے روزگار کے چلا اور اس عورت نے موافق کہنے کے ایک گلدستہ اسے دیکر رخصت کیا آخر وہ کسی شہر میں پہنچا اور کسی امیر زادے کا نوکر ہوا غرضیکہ اس گلدستہ کو بخوبی آنکھوں پہر اپنے پاس رکھتا اور دیکھتا کہ اتنے میں موسم خزاں کا گلستان جہاں میں پہنچا اور ہر ایک گل و غنچہ نے چمن دہرے سفر کیا اور زانے میں گل و غنچہ کا نام و نشان نہ رہا سوائے اس گلدستہ کے جو اس لشکری کے پاس تھا۔ تب امیر زادے نے اپنے معاحبوں سے کہا اگر لاکھ روپے خرچ کیجئے تو ایک پھول بیس نہیں ہوتا اور کسی بادشاہ فزیر کے ہاتھ بھی نہیں لگتا ہے تعجب کہ یہ بیچارہ غریب سپاہی ہمیشہ ایک گلدستہ تازہ بتازہ کہاں سے لاتا ہے تب انہوں نے عرض کی کہ حضرت سلامت ہم کو بھی یہی تعجب ہے تب اس امیر نے پوچھا کہ اسے لشکری یہ گلدستہ کیا ہے اور کہاں سے تیرے ہاتھ لگے ہے۔ اس نے کہا کہ یہ مجھ کو میری بی بی نے اپنی حرمت کی نشانی دی ہے اور کہا ہے کہ جب تک یہ گلدستہ ترو تازہ رہیگا یقین جانیو کہ میری عصمت کا دامن گناہ سے نہیں بھرا۔ اس بات پر وہ امیر زادہ ہنسنا اور کہنے لگا کہ اے لشکری جو رو تیری جاؤ و گر اور مکار ہے اس نے تجھے فریب دیا ہے اور اپنے دو باد چلو میں سے ایک کو کہا کہ تو اس لشکری کے شہر میں جا اور اس کی بی بی سے جس طرح کر دے فریب لے کر جلد بھرا۔ اور اس کی کیفیت سے آگاہ کر دیکھیں تو یہ گلدستہ کھلا رہتا ہے یا نہیں بھلا یہ سب معلوم ہو وہ باد بھی اپنے آقا کے حکم کے بموجب اس کے شہر میں گیا اور ایک عورت دلالہ کو کچھ بھرا بھرا کر اس کے پاس بھیجا وہ پیر زال اس عورت کے گھر گئی اور جو کچھ اس نے کہا سنا سو ب کہا بلکہ اپنی طرف سے بھی بہت کچھ کہا لیکن اس نے کچھ جواب اس کٹنی کو نہ دیا۔ پس اتنا کہا کہ اس مرد کو میرے پاس لے آئیں دیکھوں وہ میرے لایق ہے یا نہیں آخر اس بڑبھیا نے اس شخص کو اس عورت کے سامنے کر دیا تب اس نیک بخت نے اس مرد کے کان میں جھک کر کہا کہ اچھا میں حاضر ہوں لیکن اس وقت تو جاؤ اور اس رنڈی سے کہہ کہ میں اس عورت سے دوستی نہ کروں گا کہ میرے لایق نہیں اور بعد ہر رات کے کیلا تید صحرک میرے پاس چلا آ۔ پھر کچھ نوکھیکائیں قبول کر دینی پر اس کو خبر مت کر کیونکہ یہ راز اس قوم سے کتنا اچھا نہیں کہ عرض اس مرد نے اس بات کو پسند کیا اور اس کے کہنے کے بموجب اس دلالہ سے کہہ کہ میں اس سے آشنائی نہ کروں گا کیونکہ یہ میرے قابل نہیں اور بعد آدھی رات اس عورت کے دروازے پر آیا اور دستک دی۔ اس عورت نے اپنے گھر کے اندر ہی کٹوں پر ایک چار پائی کے سوت کی بنی ہوئی بچھوا دی۔ اور ایک چادر اس پر

کسوا کر اُس مرد کو بلا کر کہا کہ اسپر بیچو وہ اے خوشی کے جوہی بیٹھا وہیں اُسکے اندر گر پڑا اور غل کرنے لگا تب اُس بی بی نے کہا کہ اُسے شخص بیچ کہہ کہ تو کون ہے اور کس کا بھیجا ہوا ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ اگر بیچ کہتا ہے تو جیتا جھوڑو دے گی اور نہیں تو اسی کنوئیں میں تیری جان ماروں گی تب اُس نے بنا چاری تمام احوال اپنا اور اُس امیر زادے کا اور اُسکے خاوند کا مفصل بیان کیا۔ پر اُس حادثے سے نکل نہ سکا۔ اُسی چاہ میں ایک مدت بند رہا۔ اُس امیر زادے نے اُسکے نہ بھرانے کے باعث سے دوسرے باورچی سے کہا کہ تو بھی یہاں سے بہت سال مل تجارت کا اُس شہر میں لیجا اور اُس عورت سے دوستی کر کے جلد بھرا۔ لیکن ایسا نہ کرنا کہ تو بھی اُسی کی طرح وہیں کا ہو رہے۔ آخر وہ بھی اس ملک میں گیا اور دلالہ کو اپنے ساتھ لیکر اُسکے گھر آیا اور اُسی کی طرح سے وہ بھی اُسی چاہ میں قید ہوا تب امیر زادے نے جانا کہ شاید اُسپر کچھ آفت پڑی جواب نہک اور نہ آیا۔ تب آپ ہی ناچار ہو کر ایک روز شکار کا بہانہ کر کے اُس ملک کو چلا اور صبح لشکر وہ لشکر ہی بھی اُس کے ساتھ گیا اور گھڑ سہ تر و تازہ اپنی بی بی کے آگے رکھ دیا تب اُس عورت نے دار و درات اپنی گزری ہوئی وہو اپنے شوہر سے کہی بعد وہ وہی کے وہ لشکر ہی اپنے آقا کو گھر لیگا اور ضیافت کی اور اُن دونوں کو اُس کنوئیں میں سے نکالا لونڈی کے کپڑے پہنا کر کہا کہ ہمارے گھر میں آ جا۔ اگر تم آج کھانا اچھا پکا کے آئے آگے لیجاؤ گے اور خدمت اُنکی بجالاؤ گے تو کل ہم تم کو آزاد کر دیں گے۔ غرض وہ دونوں ویسے ہی کپڑے پہن کر کھانا امیر زادے کے روبرو لیگے چونکہ کنوئیں کے دھڑکے اور غصہ اُنکھانا لگتا ہے سے سر کے بال اور بچھ واپسی کے جھڑپے تھے اور نہ کہ رنگ متغیر ہو گیا تھا امیر زادے نے فی الفور اُٹھیں نہ پہچانا اور لشکر ہی سے پوچھا کہ ان باندیوں نے ایسی کیا تقصیر کی ہے جو تم نے اُن کا غصہ مٹا دیا ہے اور اس احوال کو پہنچایا ہے تب اُس لشکر ہی نے کہہ کر اُنہیں نے پکارنا کیا ہے یہی کیا عرض کروں آپ ہی مان سے پوچھیے یہ آپ ہی گناہ ہیں کہ اُنکی آواز اُس امیر زادے نے غور کر کے دیکھا تو اپنے باورچیوں کو پہچاندا اور انہوں نے بھی اپنے آقا کو چھوڑا تب وہ دونوں دھڑک اُسکے پاؤں پر گر پڑے اور سبہ اختیار کرنے لگے اور اُس لشکر ہی کی جو روکی عصمت پر گواہی دی جب اُس لشکر ہی کی عورت نے پرے کے اندر سے کہا کہ اے امیر زادے میں وہی عورت ہوں۔ کہ جس کو تو نے جادو کر مقرر کیا تھا اور میرے خاوند کو اٹھتی بنا کر ہنسنا تھا۔ اور میرے امتحان کیواسطے آدی بھیجے تھے۔ اب دیکھا تو نے کہ میں کسی ہوں اور تمہارے فضل سے میری عصمت کیسی ہے تب وہ امیر زادہ شرمندہ ہوا۔ اور غصہ اُٹھا ہی کرنے لگا تب کھانا طوطے نے یہ داستان تمام کی۔ اسوقت کہا کہ اے خجستہ اب جلد جا اور اپنے مشق سے لے۔ مبادا اس عرصہ میں کہیں تیرا شوہر آجاؤ تو تو ناحق شہنشاہ

تصویر مزادہ اور لشکری کی درد نول باوچونیکا بصوت بانڈیاں کھانا پکھا ہوا بیکر آنا



اور جھوٹی اپنے دوست کے آگے ہو گئی کدبانو نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے بھتیجے کے پاس پہنچا دے
اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ مئی جانا اس کا اس روز بھی موقوف ہا تب یہ شعر پڑھنے لگی
گردش سے آسمان کے نزدیک ہے سبھی کچھ تجھ سے ہمیں ملنا اک دُور ہے تو یہ ہے

ساتویں داستان بخارا اور زرگر اور خباط اور زاید کی

جب آفتاب چھپا اور آفتاب بھلا بخت رخصت لینے کیوا اسطے طوطے کے پاس لگی اور کہنے
لگی کہ اے طوطے پیدا کر نیوالے کی قسم مجھے آج کی شب جلد رخصت دلا کر میں اپنے جانی کے پاس جاؤں
اور دل کھول کر اپنی جوانی کا مزہ اٹھاؤں طوطا کہنے لگا کہ اے کدبانو میں ہر ایک شب تجھے رخصت
کر تا ہوں تو آپ ہی دیر کرتی ہے اور نہیں جانی بلکہ میں اسہات سے آٹھوں پہر روتا رہتا ہوں کہ
ایسا کہیں نہ ہو کہ تیرا شوہر آجاوے تو پھر تیرا احوال آئیں چاروں شخصوں کی طرح سے ہو تجھ سے
لے پوچھا کہ ان چاروں کا قصہ کیا ہے بیان کر :-

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت میں ایک بڑا سی اور سنار اور دزدی اور زائد چاروں آپس میں
ملکر کسی شہر کو کچھ روز گزار کر چلے اتفاقاً ایک دن سوائے منزل کے کسی جنگل میں شام کے ہونے سے راہ
بھول گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ آج کی شب اس جنگل میں رہیے اور پاس بانی کیجئے اس بیابان میں ہر ایک

چیز کا خطرہ بہتر یہ ہے کہ ہم جاموں ایک ایک پہر جاگیں اور چوکی دیں خدا کے فضل سے صبح کی وقت
اپنی منزل مقصود کو بخیریت پہنچیں یہ بات ہر ایک نے پسند کی اور پہلے پہر چوکی پڑھیں کچھ ذمہ ہوئی اور
وہ سب سو رہے نوبت سحار بعد ایک گھڑی کے اس بخار نے بسوا لیکر کسی بوجھ کی ٹہنی ہوئی سی
کلی اور اُس کی پتلی حسین اپنی کاریگری سے بنا کر تیار کی بعد پہر کے آپ درزی کو جگا کر سو رہا نوبت
ورزی اور درزی اپنی بیداری کی غلط کچھ سوچنے لگا کہ کس سبب پہر جاگئے اتنے میں بخار کی کلاگی
سے وہ پتلی نظر آئی تب اپنے دل میں کہنے لگا کہ بخار نے اپنا ہنر دکھانے کو یہ صورت چوٹی بنائی
ہے پس میں بھی ایسے کپڑے سی سا کر ٹھیک ہٹاک پہناؤں کہ اُس کا صُن دونا نکلے آخر اُس نے
بھی اپنی کاریگری سے اُسی وقت ایک جوڑا نہایت عمدہ دو لہنوں کا سا بنایا اور پتلی کو پہنا کر اور سحر
کو جگا کر آپ سو رہا نوبت زر گرت وہ زر گر اپنے جاگئے کچھ سبب سے سوچنے لگا اتنے میں وہ پتلی کپڑے
پہنے ہوئے دکھائی دی تب اپنے دل میں کہنے لگا کہ اُن دونوں نے اپنا اپنا کسب دکھایا ہے پس مجھ کو بھی
لازم ہے کہ میں بھی اپنا ہنر ظاہر کروں اور اُس پتلی کو ایک نئی طرح کی گڑبہت کے گننے سے آراستہ
کروں تاکہ وہ بھی معلوم کریں کہ یہ ایسا ہے سُنار نے یہ بات اپنے دل میں ٹھہرا کر ایسا گہنا کر دھڑکے
اُسے پہنایا کہ وہ پتلی اور بھی خوبصورت ہو گئی اغلب ہے کہ اس ساخت کا زیور آج تک کبھی نہ دیکھا ہو گا نہ پہنا ہو گا
پھر اُس پتلی کا یہ علم ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا کہ ایکس جی ہی ڈالنا باقی رہ گیا کہ اُس نے گولے زاہد کو اٹھایا
اور آپ سو رہا نوبت زاہد زاہد اُٹھتے ہی وضو کر کے عبادت الہی میں مشغول ہوا بعد ایک گھڑی کے
کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت حسین سامنے کھڑی ہے پر وہ ہلتی ہے نہ جلتی ہے تب اُسے معلوم ہوا کہ ان
تینوں کی کارستانیاں ہیں اب مجھے بھی اپنا کمال دکھانا لازم ہے پس میں خدا کے فضل سے ایسا کمال ظاہر
کروں کہ اس بے جان کو دماغ جاندار کروں تاکہ یہ بھی یاد کریں کہ عبادت کرنیوالے ایسے ہوتے ہیں خراکار
وہ زاہد بعد نماز کے جناب کریم میں بے اختیار رو کر دعا مانگنے لگا کہ اے خالق زمین و آسمان! واسطے
اپنی خداوندی کے اس قصور چوٹی میں جان دے اور گویا کر میں بھی آبر و اپنی یادوں میں پاؤں بالے
یہ التجا اُسکی جناب باری میں قبول ہوئی اُسی گھڑی اُس پتلی میں جان پڑی اور آدمیوں کی طرح سے
باتیں کرنے لگی جب بات تمام ہوئی اور آفتاب نکلا اُس پتلی کو دیکھ کر وہ چاروں عاشق ہوئے اور ایک
سے ایک تعجبہ کہنے لگا بخار بولا کہ میں اس کا مالک ہوں کیونکہ اس کا ٹھکانہ میں نے آدمی کی صورت
تراش کر بنایا ہے میں تو نگاہیاد بولا کہ میں اسکا وارث ہوں کس واسطے کہ میں نے اس پتلی کو
حیرت دی ہے اور کپڑے پہنائے سُنار بولا کہ یہ دلہن میرا حق ہے کیونکہ میں نے ایسا گہنا پہنایا جو کہ

بنی سی بن گئی ڈاھد بولا کہ یہ دلہن میرا حق ہے کہ وہ کاٹھ کی بتلی تھی میری دھڑلے سے حق تعالیٰ نے اُسے
جان دی سوا میرے اور کس کا منہ ہے کہ اُس پر آنکھ ڈال سکے میں تو نگا غرض یہ قیفہ بڑھا اور ایک شخص
غیر اُس جگہ آگیا اُن چاروں نے اُن سے العاف چاہا وہ اُس صورت کو دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور کہنے
لگا کہ یہ میری بیامتا بی بی ہے تم سب اسے فریب بیکر نکال لائے ہو اور مجھ سے قہدا کیا ہے آخر اُن
چار کو غیر شخص کو تو ال کے پاس بیگیا کو تو ال بھی اُسکو دیکھ کر مبتلا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ میرے بھائی
کی بی بی ہے وہ اُس کو اپنے ساتھ سفر کو بیگیا تھا شاید تم نے اُسکو مار ڈالا اور لے بھاگے ہو
آخر وہ کو تو ال اُن سب کو قاضی کے پاس بیگیا اور قاضی بھی اُس پر شفیق ہو کر کہنے لگا کہ تم
کون ہو یہ میری باندی ہے میں اسکی مدت سے تلاش کرتا تھا اور بہت ماسباب اور نقد و زہد
لیکر بھاگی تھی باسے آج لہا ہے باعث سے لی وہ اسباب کہاں ہے اُسکو بھی مبتلا و غرض اُس قیفے
نے یہاں تک طول کھینچا کہ سب زان و مرو اُس شہر کے جمع ہوئے اور تماشا دیکھنے لگے تب اُن قاضیوں
میں سے ایک پیر مرد نے کہا کہ یہ قیفہ تمہارا یہاں قیامت تک کسی سے فیصل نہ ہو گا تم سب اُس شہر کو
جاؤ کہ وہ کئی دن کی راہ ہے اور وہاں ایک درخت بہت پرانا ہے نام اُس درخت کا شجرہ الحکم کہتے ہیں
جس کا مقدر فیصل نہیں ہوتا وہ اُس درخت کے پاس جاتا ہے اُس درخت سے ایک آواز نکلتی ہے
کہ مدعی جھوٹا اور سچا معلوم ہو جاتا ہے وہ ساتوں شخص اسبات کو سنتے ہی اُس درخت کے پاس
اُس عورت سمیت گئے اور سب نے احوال اپنا اپنا بخوبی اُس سے اظہار کر کے کہا کہ اے درخت سچ
کہہ یہ عورت ہم میں سے کس کا حق ہے اتنے میں پیٹ اُس درخت کا پھٹ گیا اور وہ عورت دوڑ کر اُس
میں سما گئی تب اُس درخت سے آواز نکلی کہ تم نے بھی سنا ہو گا کہ ہر ایک چیز اپنی اصل پر جاتی ہے
چلو مچا کھاؤ اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر کی راہ لو آخر کو وہ ساتوں شرمندہ ہو کر اپنے اپنے گھر
گئے طوطے نے یہ قیفہ تمام کر کے کہا کہ اے کدبانو اگر تیرا شوہر آئے اور تجھے قید کر رکھے تو تو بھی اپنے
مشتوقی سے شرمندہ ہو گی بہتر یہ ہے کہ اب شتابی کا اور اپنے جانی کو گلے سے لگا جھپٹے یہ سنتے ہی
جو جانے کا قصد کیا صبح ہو گئی اور مرغ نے بانگ مئی جانا اُس کا اُس روز بھی لڑائی ہی رہا تو یہ شعر
اڑا اور زار زار رونے لگی بلیت صبح سے پہلے جی نکل نہ گیا، حیف ہے دل سے یہ فعل نہ گیا۔

آنکھوں میں آستانِ لہجہ رائے راہبان اور راجہ قنوج کی لڑکی ریاشق ہونا ایک فقیر کا
جب سوئے چھپا اور چاند نکلا تب مجتہد کپڑے بدل گئے دلہن نہایت بن گئی طوطے کے پاس حقدت لینے
کو گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے میں تجھ سے بہت شرمندہ ہوتی ہوں کیونکہ ہر ایک شب انصاف لینے

کو آتی ہوں اور تجھے تکلیف دیتی ہوں اور میری خاطر سے اپنا خواب آرام کو تباہ اس تیرے احسان گردن اپنی اٹھا نہیں سکتی اور اسکا شکریہ ادا نہیں کر سکتی۔ اگر ہر بن موہو میری زبان، نہ وہ ہر بن کا تیری بیان، طوطے نے کہا ہے تجھ سے یہ کیا کہتی ہوں تیرے شوہر کے زرخیز بندوں میں ہوں کام تیرا موافق اپنی غلامی کے کب کر سکتا ہوں جو اسقدر لطف کرتی ہے بلکہ میں آپ ہی خجالت کھینچتا ہوں لیکن جو کمون اٹھاؤ گا وہ قریب ہے کہ تیرے بار سے تجھے ملاؤ گا۔ جی تلک اپنا میں گنواؤں گا، پر تجھے بار سے ملاؤ گا۔ اور رائے رایان کی مانند کہ احوال اسکا تو نے سنا ہو گا تیرے کام کرنے میں بھی سہمی کرؤ گا تجھ سے نہ پوچھا کہ اسکا احوال کیونکر ہے۔ بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ قنوج کے راجہ کی ایک بیٹی صاحب محل تھی اتفاقاً ایک فقیر اس پر عاشق ہوا۔ اور اس کے عشق میں دیوانہ ہو گیا جب ہوش میں آتا تب اپنے دل سے کہتا کہ یہ کیا دیوانہ پن ہے ادنیٰ کو اعلیٰ سے کیا نسبت تو سپارہ درویش فقیر اور وہ راجہ اسکی بیٹی کب تیرے ہاتھ لگی لیکن بقراری کے سبب سے بعد کئی دن کے یہ پیغام راجہ کے پاس بھیجا کہ اپنی بیٹی کا یہاں میرے ساتھ کر دے کہ میں اسکو چاہتا ہوں میری گدائی اور اپنی بادشاہی پر نظر نہ کر راجہ یہ پیغام فقیر کا سن کر غضب میں ہوا اور بولتا ہے کوئی ہے جلد ادھر آئے اس فقیر کو جا کر سنو دیوانے نے اتھ بانٹھ کر عرض کیا کہ حاکم کو یہ لازم نہیں ہے کہ غریب فقیر کو گالی دے یا ایذا پہنچائے اس کو اس حکمت سے اس شہر سے نکالو کہ راجا سے اور آپ پر بدنامی نہ آوے بعد اسکے دیوانے فقیر کو بولا کہ کہا کہ فقیر اگر تو ایک ہاتھی زر سے لدا ہوا لائے تو یقین ہے کہ اپنی معشوقہ کو پاے۔ درویش اس بات کے سننے ہی خوش ہو کر زر کی فکر کرنے لگا تب کسی شخص نے فقیر سے کہا کہ اے گدا تو اپنے تئیں اگر رائے رایان کے پاس پہنچاویگا تو موافق اپنی مرا کے جو چاہیگا سو پاویگا اس وقت وہ فقیر رائے رایان کے پاس گیا اور اس سے سوال کیا کہ رائے بابا کی خیر ایک ہاتھی زر سے لدا ہوا یہ فقیر پاے یہ صدا درویش کی جو رائے رایان نے سنی وہیں ایک ہاتھی زر سے لدا ہوا اسکو دیا فقیر اس ہاتھی کو لئے ہوئے راجہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے مہاراج یہ فیل زر سے لدا ہوا مجھ سے لئے لیجئے اور اپنی بیٹی کا بھرتہ بیاہ کر دیجئے تب راجہ نے اپنے دیوانے سے کہا کہ حکمت تیری کچھ کام نہ آئی وہ فقیر نہ کا لدا ہوا ہاتھی لئے ہی آیا اب کیا کیجئے تب اس نے عرض کی کہ یہ فقیر رائے رایان کے پاس جا کے یہ ہاتھی معہ زر نانگ لایا ہے کبوتر کتاب زمانے میں ایسا سخی سوائے اس کے اور کوئی نہیں دہ پھر اپنے جی میں سمجھ کر اس درویش سے کہنے لگا کہ فقیر ابھی کی بیٹی ایسی نہیں ہے جو ایسے ہاتھی کے بدلے ہاتھ آئے لے لینا منقول ہے کہ